مقالات

امیر محمد بن اسماعیل صنعانی

ترجمہ
مولانا سیف الرحمٰن الفلاح

آئینۂ توحید قسط ۳

"تطہیر الاعتقاد عن درن الالحاد" کا اردو ترجمہ

سوال: اگر آپ یہ سوال کریں کہ کیا یہ لوگ جو اولیاء کی قبور اور فاسق لوگوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیا یہ ایسے مشرک ہیں جیسے بتوں کے متعلق عقیدہ رکھنے والے تھے؟

جواب:

تو میں کہتا ہوں ہاں۔ کیونکہ ان لوگوں نے بھی ایسے کام کیے جو ان لوگوں نے کیے اور یہ امور شرکیہ میں ان کے برابر ہو گئے۔ بلکہ ایسا فاسد عقیدہ رکھنے اور ان کے مطیع ہونے اور عبادت کرنے میں ان سے بھی چند قدم آگے نکل گئے تو ان میں کوئی فرق نہیں۔

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ اہل قبور کہتے ہیں کہ ہم اللہ کا کوئی شریک نہیں بناتے، ہم تو اولیاء کی قبروں پر جاکر اللہ کی بارگاہ میں دعا اور التجا کرتے ہیں اور اسے شرک سے تعبیر کرنا ناروا ہے؟

جواب:

تو میں کہتا ہوں، وہ منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں۔ یہ ان کی سراسر جہالت ہے۔ درحقیقت انہیں شرک کے مفہوم سے آگاہی نہیں، کیونکہ اولیاء کی قبور پر جاکر ان کی تعظیم کرنا، وہاں پر دعائیں کرنا اور قربانیاں کرنا شرک ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" یعنی اللہ کے لیے قربانی کرو اور اس کے ماسوا کسی کی قربانی مت کرو۔ جیسا کہ ظرف کی تقدیم اس پر دلالت کرتی ہے۔ نیز اللہ کا فرمان ہے:

"فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔" (الجن: ۱۸)

"تم اللہ کا کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔"

آپ پہلے جان چکے ہیں جیسا کہ ہم نے گزشتہ سطور میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ریاکاری کو بھی شرک سے تعبیر فرمایا ہے تو پھر جس کے متعلق ہم نے ذکر کیا ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ اور جو کچھ یہ لوگ اپنے اولیاء کی خاطر کرتے ہیں وہی کام مشرک کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے ان پر مشرک ہونے کی مہر ثبت ہو گئی۔ ان کا یہ کہنا کہ ہم اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناتے اس کی کچھ وقعت نہیں، کیونکہ ان کا فعل ان کے قول کی تکذیب کرتا ہے۔

سوال: اگر کوئی یہ کہے کہ وہ تو جاہل ہیں اور ان کو اس بات کا علم ہی نہیں کہ وہ اپنے اس کام کی وجہ سے مشرک ہیں؟

جواب: تو میں کہتا ہوں، فقہاء نے کتب فقہ "باب الردۃ" میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص کلمۂ کفر کہتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے خواہ اس کے معانی اور اس کا مفہوم اس کے پیش نظر نہ ہو اور یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اسلام کی حقیقت اور توحید سے آگاہ نہیں۔ تو اس صورت میں حقیقتاً کافر ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی عبادت کو فرض قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور یہ عبادت اللہ کے لیے خالص کریں، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ" (البیّنۃ: ۵)

"ان کو تو یہی حکم ملا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں اور یہ عبادت اسی کے لیے خالص ہو، اس میں کسی کو شریک نہ کریں۔"

جو شخص اللہ تعالیٰ کو، رات دن اعلانیہ طور پر اور پوشیدہ طور پر اس سے ڈرتا ہوا اور اس کی رحمت کی امید کرتا ہوا پکارتا ہے، پھر اس کے ساتھ کسی اور کو بھی پکارتا ہے تو وہ اللہ کی عبادت میں شرک کرتا ہے کیونکہ دعا بھی عبادت ہے، اللہ نے اسے عبادت سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

"أُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ" (المؤمن: ۶۰)

"تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔"

اس کے بعد فرمایا:

"إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ" (ایضاً)

"جو لوگ میری عبادت سے انکار کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل و رسوا ہو کر جہنم

میں داخل ہوں گے۔"

سوال : اگر آپ یہ کہیں کہ ایسی صورت میں ان مشرکوں کے خلاف جہاد واجب ہے اور ان سے ایسا سلوک کرنا چاہیے جیساکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں سے کیا تھا؟

جواب :

میں کہتا ہوں، اہلِ علم کی ایک جماعت کا یہی نظریہ ہے۔ وُہ کہتے ہیں، سب سے پہلے ان کو توحید کی دعوت دی جائے اور اس بات کی وضاحت کی جائے کہ جن کے متعلق وُہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مصائب و شدائد کے موقعہ پر وُہ ان کے کام آئیں گے اور ان کی دستگیری کریں گے، وُہ اللہ کے ہاں اُن کے کسی کام نہیں آئیں گے اور وُہ جو ان کی مانند عاجز اور بے اختیار ہیں، ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ وُہ ان کے کام آئیں گے، شرک ہے۔ ایمان کی تکمیل اس وقت ہوگی جب انسان اس قسم کے شرک سے باز آئے اور توبہ کرے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ لاتے ہیں اس کی پیروی کرے اور اعتقادی اور عملی طور پر ایک اللہ کا اقرار کرے۔ یہ کام علماء کی ذمہ داری ہے کہ وُہ لوگوں کو بتلائیں کہ یہ اعتقاد جس کی وجہ سے لوگ قبروں پر جاکر قربانیاں دیتے، منتیں مانتے اور طواف کرتے ہیں، یہ وُہی شرک ہے جو بتوں کے پجاری بتوں کے متعلق عقیدہ رکھتے تھے۔ جب علماء اور ائمہ بادشاہوں کے سامنے اس کی وضاحت کریں تو ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وُہ دُور دراز علاقوں میں ایسے داعی بھیجیں جو خالص توحید کی دعوت دیں۔ تو جو شخص ان کی دعوت پر توحید کا اقرار کرے، اس کی جان و مال اور اولاد کی حفاظت مسلمانوں پر واجب ہوگی۔ لیکن اگر وُہ شرک پر اصرار کرے تو اللہ نے اس کی ہر وُہ چیز مسلمانوں کے لیے مباح قرار دی ہے، جیساکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی اشیاء مباح قرار دی تھیں۔

سوال : اگر کوئی یہ سوال کرے کہ استغاثہ حدیثوں سے ثابت ہے کیونکہ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ قیامت کے روز لوگ ابوالبشر حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے، تاکہ ان کی سفارش کریں، لیکن وُہ اس سے انکار کریں گے، پھر لوگ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے لیکن یکے بعد دیگرے سب سفارش کرنے سے انکار کریں گے۔ سب سے آخر میں لوگ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کریں گے تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ غیر اللہ سے استغاثہ جائز ہے۔

جواب : یہ دھوکا اور فریب ہے۔ کیونکہ اللہ کی مخلوق سے ایسا استغاثہ جس پر وُہ قادر

ہے کوئی انکار نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کے قصہ میں جو اسرائیلی اور قبطی کے ساتھ پیش آیا، فرمایا:

"فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ" (القصص: ۱۵)

"جو حضرت موسیٰؑ کی قوم کا آدمی تھا، اس نے حضرت موسیٰ ؑ سے امداد طلب کی تاکہ اس کا دشمن زیر ہو جائے۔"

یہاں تو بات صرف اہلِ قبور سے استغاثہ کی ہے یعنی لوگ جو اپنے فوت شدگان سے ایسے امور کا مطالبہ کرتے ہیں جن کے کرنے پر وہ قادر نہیں، جن پر صرف اللہ تعالیٰ کا کنٹرول ہے اور یہ اسی کی مشیت میں ہیں جیسے کسی مریض کو صحت عنایت کرنا وغیرہ۔ اس سے زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ قبر پرست اور ان کے ہم خیال اپنی اولاد میں ان فوت شدگان کے لیے حصہ مقرر کرتے ہیں اگر وہ زندہ رہے اور بعض تو ماں کے پیٹ میں ہی بچے کو خرید لیتے ہیں تاکہ وہ زندہ رہے۔ اور ایسے ایسے برے کام کرتے ہیں جن کو دیکھ کر مشرک بھی انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔

مجھے کسی آدمی نے خبر دی، جو اہلِ قبور کے نذرانے وصول کرنے پر متعین تھا کہ کوئی آدمی کچھ سیم وزر لے کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا، یہ فلاں صاحب کی منت ہے اور اس کی نذر ہے۔ اس سے اس کی مراد قبر میں جو مدفون تھا۔ کہنے لگا یہ میری بیٹی کا نصف حق مہر ہے کیونکہ میں نے اس کا نکاح کر دیا ہے اور باقی نصف مہر کسی اور آدمی کو دے دیا ہے اور اس کی مراد کوئی اور قبر میں مدفون آدمی تھا۔ یہ مالی نذر ہے۔ اس کا ایک حصہ صاحبِ قبر کے لیے اس نے وقف کیا ہوا تھا۔ جیسا کہ کھیتی میں سے کچھ حصہ مشرک لوگ مقرر کرتے ہیں۔ اس کو وہ (نذرانہ) کہتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ یمن اور بعض اور لوگ ایسے شرکیہ امور کرتے ہیں۔ یہ وہی شے ہے جو بتوں کے پجاری بتوں کے نام پر کرتے تھے اور یہ اللہ کے اس فرمان میں داخل ہے۔

"وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ" (النحل: ۵۶)

"جو ہم نے لوگوں کو رزق دیا، اس میں سے ایسے لوگوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں، جن کو وہ جانتے بھی نہیں۔"

ہاں البتہ قیامت کے روز لوگوں کا انبیاءؑ سے درخواست کرنا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ بندوں کے حساب کتاب کا معاملہ وہ جلد ختم کرے تاکہ انہیں موقف کے ہول سے

رہائی حاصل ہو، اس کے جائز ہونے کے متعلق کوئی شبہ نہیں۔ یعنی اللہ کی بارگاہ میں دعاء کرنے کے لیے بعض کا بعض کو پکارنا جائز ہے بلکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا، جب وُہ عمرہ کرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلے :

" لَا تَنْسَنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ "

"اے میرے بھائی، اپنے لیے جب دُعا کرو تو مجھے بھی یاد رکھنا"

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ مومنوں کے لیے بخشش کی دُعا کریں اور وُہ یوں کہ :

" رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ " (الحشر: ۱۰)

"ہمارے پروردگار! ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ایمان کے ساتھ اس دُنیا سے گزر گئے ہیں"

حضرت اُمّ سلیم نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ اپنے خادم انسؓ کے حق میں دُعا فرمائیے :

جب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس جہانِ فانی میں تشریف فرما تھے تو صحابہ کرامؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دُعا کرنے کی درخواست کرتے تھے۔ اس کے جواز میں کوئی شائبہ نہیں۔ ہاں البتہ قابلِ اعتراض اور مشکوک بات یہ ہے کہ قبر پرست مردوں سے طلب کرتے ہیں یا زندہ لوگوں سے ایسی درخواستیں کرتے ہیں جن کو اپنے نفع و نقصان کا اختیار نہیں جو زندگی اور موت کے معاملہ میں بے بس ہیں، جو مریض کا مرض دُور کرنے سے قاصر ہیں، جو بھاگے ہوئے غلام وغیرہ کو واپس لانے کی ہمت نہیں رکھتے، جو حمل کی حفاظت کرنے، کھیتی کو سرسبز و شاداب کرنے، مویشیوں کے تھنوں میں وافر دودھ پیدا کرنے اور کسی کو نظرِ بد لگنے سے محفوظ رکھنے کی ہمت نہیں رکھتے کیونکہ ان تمام امور پر اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے اور اس کے سوا ان پر کوئی قادر نہیں۔ ایسے ہی لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

" وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ " (الاعراف: ۱۹۷)

"اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وُہ تمہاری مدد کرنے سے عاجز ہیں، وُہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے"

اسی مقام پر فرمایا :

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۔" (الاعراف : ۱۹۴)

"اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو، وہ تم جیسے بندے ہیں (وہ تمہاری مدد کیسے کر سکتے ہیں؟")

تو ایک بے جان سے کیونکر کچھ طلب کیا جا سکتا ہے؟ یا ایسے جاندار سے، جس سے غیر ذی روح اچھا ہے، کیونکہ وہ کسی بات کا مکلف نہیں، کیسے کچھ طلب کرنا جائز ہو سکتا ہے؟ یہی تو وہ کام ہیں جو مشرک لوگ کیا کرتے تھے جن کا اللہ نے اپنی مقدس کتاب میں یوں ذکر فرمایا ہے:

"وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۔" (الانعام : ۱۳۶)

"مشرک لوگوں نے اللہ کی پیدا کردہ کھیتی اور مویشیوں میں سے کچھ اللہ کا حصہ مقرر کیا ہوا تھا اور کچھ اُن لوگوں کے لیے جو انہوں نے اللہ کے شریک بنائے ہوئے تھے اور وہ کہتے کہ یہ تو اللہ کا حصہ ہے اور یہ ہمارے شرکاء کا ہے۔"

نیز فرمایا:

"وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ۔" (النحل : ۵۶)

"ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے مشرک لوگ ان لوگوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کو وہ جانتے ہی نہیں ۔ بخدا! (قیامت کے روز) تم سے اس کی بازپرس ہوگی جو تم نے جھوٹ سے کام لیا۔"

یہ قبر پرست اور زندہ جاہل لوگوں کے متعلق حسن عقیدت کا اظہار کرنے والے اور اُن کی گمراہی کو درست تصور کرنے والے بعینہٖ مشرکوں کی راہ پر چل پڑے۔ ان لوگوں نے ان کے متعلق ایسا عقیدہ رکھا جو اللہ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں اور ان کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ مقرر کیا اور اپنے گھروں سے ان کی قبروں کی زیارت کی غرض سے نکلے اور قبروں کے گرد طواف کیا، قبروں کے پاس عاجزی اور انکسار سے قیام کیا، سختی اور مصیبت کے موقعہ پر ان کو پکارا اور ان کا قرب حاصل کرنے کے لیے ان کے نام کی قربانی دی۔ یہ تمام عبادت کی اقسام ہیں جو میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ آیا ان کو کوئی سجدہ

بھی کرتا ہے یا نہیں لے؟ لیکن ایسا کرنا اس سے کوئی بعید امر نہیں بلکہ مجھے ایک آدمی نے تبلایا، جو قابلِ اعتماد تھا، کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو باب مشہد کی دہلیز پر گرا ہوا ایک ولی کو سجدہ کر رہا تھا، وہ اسے اس کی تعظیم اور ادب تصور کرتا تھا۔ نیز یہ لوگ ان کے نام لے کر قسمیں کھاتے ہیں۔ بلکہ جب کوئی شخص، جس سے قسم لینا مقصود ہو، اللہ کا نام لے کر قسمیں کھائے تو اسے قبول نہیں کرتے۔ لیکن اگر کسی ولی یا بزرگ کے نام کی قسم اٹھائے تو اسے فوراً قبول کر لیتے ہیں اور اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ بتوں کے پجاری بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ" (الزمر ۴۵)

"جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے جب ان کے سامنے اللہ وحدہٗ لاشریک کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل تنگ ہوتے ہیں (یعنی ناک بھوں چڑھاتے ہیں) اور جب اللہ کے ماسوا اور لوگوں کا ذکر ہوتا ہے تو وہ خوشی سے جامے میں پھولے نہیں سماتے" ——— ایک صحیح حدیث میں مذکور ہے:

"مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ۔"

"جو شخص قسم اٹھانا چاہے تو اللہ کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے"

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو لات کی قسم کھاتے ہوئے سنا آپ نے اسے ارشاد فرمایا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھو۔

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وہ لات کی قسم کھانے کی وجہ سے مرتد ہو گیا تھا۔ اسی لیے آپؐ نے اسے اپنے ایمان کی تجدید کا حکم فرمایا، کیونکہ وہ کلمۂ توحید سے کفر کر چکا تھا۔

سوال:

اگر آپ کہیں کہ وہ کفار کے برابر نہیں کیونکہ ان لوگوں نے "لا الٰہ الا اللہ" پڑھا ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے

لے آج کل تو یہ بیماری عام ہے۔ ہر پکی قبر کے سامنے مشرک لوگ اپنی جبین رگڑتے ہیں اور اسے بزرگوں کی تعظیم تصور کرتے ہیں۔ (الفلاح بی۔ اے)

کا حکم ہے جب تک وُہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" نہیں پڑھتے۔ جب یہ کلمہ پڑھ لیں تو ان کے جان و مال محفوظ ہو گئے، ہاں البتہ اگر اسلام کا کوئی حق ہے تو اس کی سزا دی جائے گی۔ اسامہ بن زیدؓ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا تھا، "تو نے اسے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھنے کے بعد کیوں قتل کیا؟" اور یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور حج کرتے ہیں لیکن مشرک ایسا کوئی کام نہیں کرتے۔

جواب:

میں کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "اِلَّا بِحَقِّہَا" فرمایا ہے۔ حق سے مراد اللہ تعالیٰ کو الوہیت اور عبودیت میں ایک تسلیم کرنا ہے لیکن اہل قبور عبادت میں اللہ کو واحد تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ اور لوگوں کی عبادت کرتے ہیں۔ بدیں وجہ کلمۂ شہادت کا انہیں کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ کلمۂ شہادت اس شخص کو فائدہ دے گا جو اس کے معانی کے مطابق عمل کرے گا۔ یہود کے لیے بھی کلمہ سود مند نہ ہوا کیونکہ انہوں نے بعض انبیاءؑ کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح جس نے اللہ کے بھیجے ہوئے رسول حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماسوا کسی اور کو رسول تسلیم کیا تو اسے بھی کلمۂ شہادت فائدہ نہیں دے گا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ بنو حنیفہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے لیکن انہوں نے مسیلمہ کو نبی تسلیم کیا تو صحابہ کرامؓ نے ان سے جنگ کی اور ان کو قید کیا، تو اس آدمی کا کیا حال ہوگا جو کسی ولی کو الوہیت میں خاص کرتا ہے اور مشکل امور میں اسے پکارتا ہے؟